کپاس کی پیداوار اُس زمانے میں شروع ہوئی۔

یہ بہت بڑی تبدیلی تھی جو ان ملکوں کی معاشی، سماجی اور سیاسی زندگی پر اثر انداز ہوئی۔ اس تبدیلی کو سہارا دینے کے لیے سرمایہ داری نوعیت کے ادارے وجود میں آنے لگے۔ تبدیلی کے اس عمل کو ہندوستانی اور پاکستانی علاقوں کے علاوہ ایشیا اور لاطینی امریکہ کے کئی علاقوں میں دیکھا جاسکتا تھا۔ یہ عمل دوطرفہ تھا۔ کپاس ان علاقوں میں تجارتی پیمانے پر کاشت ہونے لگی۔ اس کو سمیٹا جانا اور برطانیہ اور دیگر یورپی ملکوں تک پہنچایا جاتا تھا۔ وہاں اس کو مصنوعات میں ڈھالا جاتا اور بیچنے کے لیے واپس پیداواری ملکوں کو بھیج دیا جاتا تھا۔

وہ زمانے بیت گئے ہیں۔ اب کپاس کو کپاس پیدا کرنے والے یا اُس کو مصنوعات کا روپ دینے والے ملکوں کی معیشت میں پہلے سی اہمیت نہیں رہی۔ لیکن سوین بیکرٹ کا کہنا ہے کہ انیسویں صدی میں اُس نے غلامی، استحصال اور سرمایہ دارانہ نظام کی ترقی کا جو پیٹرن تیار کیا تھا وہ بلاشبہ اب بھی قائم ہے۔

Cursed Victory

A History of Israel & the Occupied Territories

مصنف: رہرون برگمان

ناشر: ایلن لین، برطانیہ

صفحات: 416

اس کتاب کے بارے میں شاید پہلی قابل ذکر بات یہ ہے کہ وہ ایک ایسے برطانوی یہودی کے قلم سے نکلی ہے جس کا ماضی میں اسرائیلی فوج سے تعلق بھی رہا ہے لیکن وہ نسلی تعصبات اور پراپیگنڈے پر سچائی اور حقائق کو ترجیح دینے کی اخلاقی جرأت رکھتا ہے۔

رہرون برگمان نے جس لعنتی فتح کو موضوع بحث بنایا ہے وہ 1967ء کی عرب اسرائیل جنگ میں اسرائیل کی فتح ہے۔ برگمان خود بھی اس جنگ میں شریک تھا جس کے نتیجے میں اسرائیل کے جنگ باز توسیع پسندوں کی بہت سی مرادیں پوری ہوئی تھیں اور ویسٹ بنک، غازہ کی پٹی اور گولان پہاڑیوں پر ان کو گرفت حاصل ہو گئی تھی۔ جنگ کے فوراً بعد ان مقبوضہ عرب علاقوں کے ہزاروں عرب شہری نقل مکانی پر مجبور ہو گئے تھے۔ تل ابیب کا سرکاری موقف یہ ہے کہ یہ شہری مقابل افواج کے درمیان پس جانے کے خوف کی بنا پر اپنا گھر بار چھوڑنے پر مجبور ہوئے تھے۔ یہ کتاب زیادہ تر اس دعویٰ کی تردید کرتی ہے اور واضح کرتی ہے کہ ان عربوں کو اسرائیلی فوج کی وحشت، بربریت اور اسرائیلی حکومت کی قبضہ گیر پالیسیوں نے اپنے آبائی وطن سے نکلنے پر مجبور کیا تھا۔

اسرائیلی فوج میں شامل ہونے کی وجہ سے رہرون برگمان نے ان حالات کو خود بھی دیکھا تھا۔ اُس کی کتاب اسرائیلی قبضے کے بعد شروع ہوتی ہے اور ان غیر انسانی تکلیف دہ پالیسیوں کے بارے میں بتاتی ہے جو تل ابیب نے مقبوضہ علاقوں سے عربوں کو نکالنے اور ان علاقوں پر مستقل قبضے کے لیے اختیار کی تھیں۔ یہ وہ منظر تھے جو انسانیت کے ضمیر پر نقش رہنے چاہئیں۔ دنیا بھر کے اخبارات میں شائع ہونے والی وہ ننگ انسانیت تصویریں بھلا کون بھلا سکتا ہے جن میں اسرائیلی درندوں کو غیر مسلح عربوں کے دیہات اور محلے مسمار کرتے اور بچوں، عورتوں اور مردوں کو اُن کی اپنی دیواروں اور چھتوں کے بوجھ تلے دفن ہوتے دکھایا گیا تھا۔

برگمان نے اس تمام ظلم و بربریت کی تفصیلات پیش کی ہیں اور اُس کے پیچھے کام کرنے والے وحشی ذہن کا تجزیہ بھی کیا ہے۔ یہ وہ شاطر ذہن ہے جس نے لوگوں کو اُن کے اپنے گھروں، گلیوں اور بازاروں میں قتل کرنے یا غلام بنا کر رکھنے کی پالیسیاں ایجاد کی تھیں۔

یہ کتاب تین حوالوں سے پڑھی جانی چاہیے۔ اول یہ کہ یہ ہم کو آج کے زمانے میں